حور و قصور کا تصور: قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Zulekha Akbar
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: zulaikhaakbar003@gmail.com

Abstract
The present study provides an analytical and research-based review of the concept of "Hoor-o-Qasoor" (heavenly spouses and palaces) in Islam, in the light of the Qur'an and Hadith. According to Islamic beliefs, Paradise and its bounties constitute a fundamental part of the eternal reward for believers, among which hoors (pure companions) and qasoor (grand palaces) hold a prominent position. This paper conducts a text-based analysis of Qur'anic verses and authentic traditions (Ahadith) to clarify the true nature, attributes, and purposes of this concept. The research reveals that the mention of hoor-o-qasoor is not merely limited to material or physical pleasure; rather, it manifests the spiritual, psychological, and eternal gratification of believers in contrast to worldly trials. Furthermore, this study offers a scholarly critique of modern misconceptions and objections that arise from viewing this concept through a purely materialistic lens. In conclusion, these blessings represent the ultimate reward of Allah Almighty’s mercy, justice, and the believer's loyalty—the true reality of which transcends human intellect and worldly standards.
Keywords: Hoor, Qasoor (Palaces), Paradise (Jannah), Qur'an and Hadith, Eternal Reward, Blessings of Paradise, Analytical Study, Islamic Concept of Afterlife

تعارف

اسلامی عقیدۂ آخرت میں جنت کو ایک ایسے ابدی مقام کی حیثیت حاصل ہے جہاں اہلِ ایمان کو ان کے ایمان، تقویٰ اور نیک اعمال کے بدلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار نعمتیں عطا کی جائیں گی۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ میں جنت کی مختلف نعمتوں کا ذکر موجود ہے، جن میں حورِ عین اور جنتی محلات یعنی قصور و غرف بھی

شامل ہیں۔ زیرِ نظر مطالعہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حور و قصور کے تصور کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں حور کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، قرآن مجید میں حورِ عین کے تذکرے، احادیثِ نبویہ میں ان کے اوصاف اور جنتی محلات کے تصور کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ مزید بر آں، حور و قصور کے حصول اور ایمان، نیک اعمال، صبر، تقویٰ اور حسنِ اخلاق کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی تصور میں حور و قصور محض مادی یا جسمانی نعمتوں تک محدود نہیں بلکہ جنت کی ابدی نعمت، سکون، پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کے لیے اجر و انعام کے وسیع تر تصور کا حصہ ہیں۔ قرآن و حدیث کے مجموعی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کا بنیادی مقصد انسان کو ایمان، تقویٰ، عبادت، صبر اور نیک اعمال کی طرف راغب کرنا ہے۔

حور کے لغوی و اصطلاحی معنی

قرآنِ پاک میں جنت کی نعمتوں میں ایک اہم نعمت "حورِ عین" کے نام سے بیان کی گئی ہے۔

"حور" کے معنی صفائی، روشنی اور خلوص کے ہیں، جبکہ "عین" کا مطلب بڑی اور حسین آنکھوں والی۔

لفظ حور قرآن میں ایک بار نہیں بلکہ بار بار آیا ہے۔ اس کے معنی جاننے کے لیے علماء نے لغوی اور بیانی ماخذ استعمال کیے ہیں۔

لسان العرب میں لفظ حور کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"حور" سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کی آنکھیں بڑی، روشن اور کشش بھری ہوں۔"(1)

یہ تعریف ظاہر کرتی ہے کہ حوریں جنت میں نہ صرف خوبصورت ہوں گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پاکیزہ بھی ہوں گی۔

اس کے ساتھ ساتھ مفردات القران میں بھی راغب اصفہانی نے لفظ حور کے اخلاقی اور معنوی پہلو بیان کیے ہیں۔ ان کے مطابق: "یہ صرف جسمانی حسن کی علامت نہیں ہے۔ حور کی خوبیاں روحانی پاکیزگی، نیکی اور ایمان کی علامت بھی ہیں۔"(2)

یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حور جنت میں مومن مردوں کے لیے ایک اعلیٰ نعمت ہیں اور اس کے ساتھ روحانیت، طہارت اور نیکی و ایمان کی خوبی بھی شامل ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جنت میں یہ نعمت مومن مردوں اور نیک لوگوں کے لیے ہے۔

حوریں صرف حسین عورتیں نہیں، بلکہ پاکیزگی، حسن اخلاق اور جنت کی نعمتیں بھی ہیں۔ یہ قرآن اور احادیث کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلام میں حوروں کا زکر موجود ہے اور حوروں کا یہ تصور نہ صرف جسمانی راحت کا اشارہ ہے بلکہ روحانی پاکیزگی اور ابدی سکون کی علامت بھی ہے۔ اور حور عین اللہ پاک کی ایک ایسی رحمت بھی ہے اور نعمت بھی ہے جس سے اللہ پاک کی شان اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ تصور دراصل اُس روحانی انعام کی تصویر ہے جو نیکوکار لوگوں کے لیے اللہ پاک نے تیار کیا ہے۔

قرآن مجید میں حورِ عین کا ذکر

قرآن پاک میں بھی حور عین کا ذکر آیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ"(۳)

(اور وہ ہوں گی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے چھپائے ہوئے موتی۔)

یہ آیت جنت کی پاکیزگی اور لطافت کو ظاہر کرتی ہے اور اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام میں حور کا تصور موجود ہے۔ یہاں "حور" کو صرف مادی مخلوق کے طور پر نہیں بلکہ جنتی نعمتوں کی خالص علامت کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ انعام صرف اُن کے لیے ہے جنہوں نے دنیا میں ایمان اور نیک عمل اختیار کیے۔

"حور" سے مراد جنت کی وہ پاکیزہ بیویاں ہیں جو اہلِ ایمان کے لیے خاص طور پر پیدا کی گئی ہیں۔ اور ان کو جنت میں مقام ملنے کے بعد مومنین کو یہ انعام مل کر رہے گا۔

لفظ "حُور" عربی میں اس عورت کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کی آنکھوں کا سفید حصہ بہت چمکدار اور سیاہ حصہ گہرا ہو اور "عِین" اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ان کی آنکھیں بڑی اور حسین ہیں اور ان کی خوبصورتی کی علامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان حوروں کو ایسے خالص حسن کے ساتھ پیدا کیا ہے جیسے "چھپائے ہوئے موتی" یعنی ان کا رنگ ونور ایسا ہے جیسے کوئی قیمتی موتی جو مٹی یا دھوپ سے متاثر نہیں ہوا۔ اور نا ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ تشبیہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ان کا حسن دنیا کی کسی بھی مخلوق سے زیادہ پاکیزہ اور بے عیب ہے۔ جو انکی شان کو واضح کرتا ہے۔ جب اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اس مخلوق سے جو مومن لوگ جو اللہ پاک کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں ان کے لیے اللہ پاک نے ایسا انعام تیار کیا ہے جس کا ذکر قرآن پاک موجود ہے اور اپنے نبی ﷺ کی زبان سے بھی حدیث کی صورت میں ہم تک اس انعام کا کیا ہوا وعدہ بیان کر دیا۔ یہاں

"حور عین" کا ذکر جنت کی جسمانی لذت کو بیان کرنے کے لیے نہیں، بلکہ اس نعمتِ کاملہ کو ظاہر کرنے کے لیے ہے جو نیک لوگوں کو آخرت میں عطا کی جائے گی۔ یہ انعام دراصل ایمان، صبر اور نیک عمل کا بدلہ ہے۔

قرآنِ مجید انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے مختلف پہلوؤں کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن جہاں نیک اعمال کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت دیتا ہے، وہیں جنت کی بے شمار نعمتوں کا بھی ذکر کرتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کے دلوں میں آخرت کی رغبت پیدا ہو۔ ان نعمتوں میں حوریں اور عالی شان محلات (قصور) نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآنِ کریم ان نعمتوں کو ایسے دلکش انداز میں بیان کرتا ہے جو جنت کی پاکیزگی، راحت، خوشی اور دائمی سکون کی تصویر پیش کرتا ہے۔ حوروں کا ذکر جنتی زندگی کی پاکیزگی اور حسن کو اجاگر کرتا ہے، جبکہ قصور جنت کی عظمت، آسودگی اور عزت و اکرام کی علامت ہیں۔ ان آیات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا مقصد محض نعمتوں کی تفصیل بیان کرنا نہیں بلکہ انسان کو نیکی، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف مائل کرنا ہے تاکہ وہ دائمی کامیابی اور اللہ کی رضا حاصل کر سکے۔

اس فصل میں قرآن مجید میں حور و قصور سے متعلق آیات اور ان کی وضاحت کریں گے تاکہ حور اور قصور کے کے مفہوم کی وضاحت ہو سکے۔

حور سے متعلق قرآنی آیات کی وضاحت

اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے

"كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ"[4]

(اسی طرح ہوگا اور ہم ان سے بیاہ دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ جنت کے خوش نصیب لوگوں کو عطا کی جانے والی نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس کے مطابق جو لوگ ایمان اور نیک اعمال کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کریں گے، انہیں جنت میں ہر قسم کی راحت، سکون اور خوشی نصیب ہوگی۔ ان نعمتوں میں پاکیزہ اور حسین ساتھی بھی شامل ہوں گے جنہیں قرآنِ کریم نے "حورِ عین" کے نام سے بیان کیا ہے۔

لغوی اعتبار سے "حور" ایسی ہستیوں کو کہا جاتا ہے جو حسن و پاکیزگی میں بے مثال ہوں، جبکہ "عین" سے مراد بڑی اور خوبصورت آنکھوں والی ہیں۔ قرآنِ مجید نے اس اندازِ بیان کو اختیار کر کے جنت کی دل آویز اور مسرت بخش زندگی کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ مفسرین کے نزدیک حورِ عین کا ذکر صرف جسمانی حسن کی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ یہ جنت کی دائمی خوشی، قلبی اطمینان اور کامل آسودگی کی علامت بھی ہے۔

یہ آیت اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے آخرت میں ایسی لازوال نعمتیں تیار کیے ہوئے ہے جو دنیا کی تمام آسائشوں اور خوشیوں سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور دائمی ہیں اور حورِ عین انہی بے مثال انعامات میں سے ایک اہم نعمت ہیں۔

"مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ"[5]

(وہ (آمنے سامنے) بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے (بیٹھے) ہوں گے اور ہم گوری رنگت (اور) دلکش آنکھوں والی حوروں کو ان کی زوجیت میں دے دیں گے۔)

یہ آیت جنت میں اہلِ ایمان کو عطا کی جانے والی عظیم نعمتوں کی تصویر پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ کامیاب مومنین نہایت عزت، اطمینان اور راحت کے ساتھ آراستہ تختوں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ ان کا آمنے سامنے بیٹھنا اس بات کی علامت ہے کہ ان کے درمیان مکمل محبت، خلوص اور بھائی چارہ ہوگا اور دنیا کی تمام رنجشیں اور اختلافات ختم ہو چکے ہوں گے۔

آیت میں حورِ عین کا ذکر بھی جنت کی خصوصی نعمت کے طور پر کیا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کی ہے۔ یہ انعام ان لوگوں کے لیے ہوگا جنہوں نے دنیا میں ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ زندگی گزاری اور اللہ کی رضا کو مقدم رکھا

سید قطب اپنی تفسیر میں اس آیت کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کو دی جانے والی نعمتوں کا ذکر فرما رہے ہیں جو آمنے سامنے تختوں پہ تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے یہاں پہ لفظ مصفوفۃ ذکر کیا گیا ہے جسکا مطلب "وہ اکٹھے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے " یہ تختے آمنے سامنے بچھے ہوں گے۔ بڑی اچھی ترتیب کے ساتھ اور اس میں دوسری لذتوں کے علاوہ اپنے بھائیوں سے وہ ملیں گے۔"وزوجنهم بحور عين"(اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان کو بیاہ دیں گے)اور یہ وہ اعلیٰ ترین نعمت ہے جس کا کوئی انسان تصور کر سکتا ہے۔

اب ان کا یہ اعزاز ایک قدم اور آگے جاتا ہے۔ ان کی مومن اولاد بھی ان کے ساتھ جمع کر دی جاتی ہے اور وہ بھی ان نعمتوں میں شریک ہوتے ہیں اور یہ ان پر عنایات مزید ہیں۔ اگرچہ اولاد کے اعمال معیار کے اعتبار سے ان متقین سے کم ہی ہوں لیکن اگر اولاد مومن ہے تو اسے آباء سے ملا دیا جائے گا اور آباء کے درجات میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ہر شخص وہاں اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار اور حقدار ہوگا۔ یہ اصول اپنی جگہ رہے گا لیکن یہ اللہ کا فضل ہوگا۔"[6]

"اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً، فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا، عُرُبًا اَتْرَابًا"[7]

(بیشک ہم نے انہیں (حوروں کو) خاص طور پر پیدا فرمایا ہے۔ پھر ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے۔ شوہر کی پیاری اور ہم عمر (بنادیا ہے)۔)

اس آیت کی وضاحت ہم ایک حدیث کے ذریعے کریں گے:

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي قَوْلِهِ: " إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً سورة الواقعة آية 35، قَالَ: إِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا"[8]

(انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت: إنا أنشأ ناهن إنشاء "ہم انہیں نئی اٹھان اٹھائیں گے نئی اٹھان" (الواقعہ: ۸۲)، کے سلسلے میں فرمایا: "ان نئی اٹھان والی عورتوں میں وہ عورتیں بھی ہیں جو دنیا میں بوڑھی تھیں، جن کی آنکھیں خراب ہو چکی ہوں اور ان سے پانی بہتا رہتا ہو"۔)

یہ آیات جنت کی ان عظیم نعمتوں کو بیان کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت کی حوریں اس کی خاص قدرت اور حکمت کے تحت ایک منفرد انداز میں پیدا کی جائیں گی۔ ان کی تخلیق عام دنیاوی اصولوں کے مطابق نہیں ہو گی بلکہ وہ جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح بے مثال اور کامل ہوں گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کی زندگی اور اس کی نعمتیں دنیا کی ہر چیز سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور حسین ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ مزید بیان فرماتا ہے کہ ان جنتی ازواج کو ہمیشہ کنواری اور جوان رکھا جائے گا۔ ان میں نہ عمر رسیدگی کا اثر ہو گا اور نہ حسن و جمال میں کوئی کمی آئے گی۔ وہ ہر وقت اپنی بہترین حالت میں رہیں گی، جو جنت کی دائمی تازگی اور خوشی کی علامت ہے۔

ان کی ایک نمایاں صفت یہ بھی ہو گی کہ وہ اپنے شوہروں سے گہری محبت کرنے والی اور ان کے لیے باعثِ سکون ہوں گی۔ جنت میں تمام رشتے خالص محبت، اعتماد اور خوشی پر قائم ہوں گے۔ وہاں دلوں میں حسد، کینہ، ناراضی یا کسی قسم کی ناچاقی کا کوئی وجود نہیں ہو گا، بلکہ ہر طرف اطمینان اور مسرت کا ماحول ہو گا۔

اسی طرح انہیں ہم عمر بنایا جائے گا تاکہ باہمی مناسبت اور ہم آہنگی برقرار رہے۔ یہ ہم آہنگی جنتی زندگی کے حسن اور خوشگواری میں مزید اضافہ کرے گی۔ ان آیات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جنت کی نعمتیں صرف ظاہری آسائشوں تک محدود نہیں بلکہ ان میں قلبی سکون، دائمی خوشی، محبت اور روحانی اطمینان بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اہلِ ایمان کو نیک اعمال کی ترغیب دیتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی ان لازوال نعمتوں کے مستحق بن سکیں۔

"فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ"(9)

(ان (باغوں) میں نیچی نگاہ والی (حوریں) ہوں گی، جنہیں ان (جنتیوں) سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔)

سورۃ الرحمن کی آیت 56 میں اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کے لیے عطا کی جانے والی حوروں کی ایک نمایاں صفت بیان فرماتا ہے۔ "قاصراتُ الطَّرف" سے مراد ایسی پاکیزہ اور باحیا ازواج ہیں جن کی نگاہیں حیا اور عفت کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ ان کا دل اور توجہ صرف اپنے شوہروں کی طرف مرکوز ہو گی اور وہ کسی دوسرے کی طرف رغبت یا التفات نہیں کریں گی۔ یہ وصف ان کے بلند اخلاق، پاکیزہ کردار اور کامل وفاداری کی علامت ہے۔ قرآنِ کریم ان کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی پاکیزگی اور نفاستِ طبع کو بھی نمایاں کرتا ہے، جو جنت کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

قصور سے متعلق قرآنی آیات کی وضاحت

"أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا "(10)

(انہی لوگوں کو (جنت میں) بلند ترین محلات ان کے صبر کرنے کی جزا کے طور پر بخشے جائیں گے اور وہاں دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔)

اس آیت کی وضاحت تفسیر معارف القرآن میں یوں ہے:

یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما یعنی ہم کو بیویاں اور اولاد نیک عطار فرما جن کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ہنو من کی آنکھوں کی ٹھنڈک یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو الہ کی طاعت میں دیکھے اللہ کی طاعت سے بڑھ کر کوئی چیز آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں باقی دنیا کی تمام نعمتیں اور مسرتیں سب اسکے بعد ہیں۔

اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اسے اللہ ہم کو پرہیز گاروں کا پیشوا بنادسے یعنی ہم کو ایسا کام متقی اور پرہیز گار بنادے کہ دوسرے لوگ نیکی اور تقویٰ میں ہماری پیروی کریں تا کہ ہمارا وجود دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنے تا کہ تیری بارگاہ میں ہمارے درجے اور بلند ہوں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم کو اور ہمارے خاندان کو خود بھی ہدایت ہو اور دوسروں کے لیے ہم کو ہادی بناہے کہ مجھ کو اور میں قومی اور طہارت میں پیروی کریں ہماری ہدایت سیاری ذات تک محدود نہ رہے بلکہ غیروں تک بھی پہنچے تا کہ تیری بارگاہ سے بیش از بیش اجر و انعام حاصل کر سکیں۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں سے۔

ایک فرزند صالح جو اس کے لیے دعا کرے۔ دوسرے علم کہ جس سے اس کی موت کے بعد نفع اٹھایا جاوے (جیسے تصنیف و تالیف اور تیسرے صدقہ جاریہ (جیسے وقفہ اور مسجد اور مدرسہ دینیہ اور کنواں اور مسافر خانہ اور قرآن شریف اور دینی کتابیں، انکا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

یہاں تک عباد رحمن کے اوصاف کو بیان کیا اب آگے انکی حسن جزا اور درجات عالیہ کا ذکر فرماتے ہیں جو آخرت میں انکو عطا ہوں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو ارحم الراحمین کے فضل اور رحمت سے بہشت میں رہنے کے لیے بالا خانے عطا کیے جائیں گے وجہ اس کے کہ وہ الہ کے دین اور اسکی طاعت پر ثابت قدم رہے اس صبر کے صلا میں انکو عالی شان محل اور بالا خانے ملیں گے کہ ان لوگوں نے دنیا میں بڑا صبر کیا۔ طاعات کی مشقتوں پر اور شہوات کے چھوڑنے پر صبر و تحمل سے کام لیا۔ اس صبر کے صلہ میں انکو جزائے گی اور پائیں گے وہ بہشت میں دعا ر زندگی اور سلامتی کو یعنی جنت میں بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ داخل ہوں گے۔[11]

قرآنِ مجید میں جنت کی نعمتوں کا تذکرہ مختلف انداز میں کیا گیا ہے، جن میں جنتی محلات اور عالی شان رہائش گاہیں خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ اگرچہ ہر مقام پر لفظ "قصور" استعمال نہیں ہوا، تاہم قرآن کریم نے ایسے بلند و بالا مکانات، خوبصورت غرفوں اور دائمی قیام گاہوں کا ذکر کیا ہے جو جنت کی عظمت اور شان کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی رہائش کا انتظام فرمائے گا جو حسن، آرام، وسعت اور ابدیت کے اعتبار سے دنیا کی تمام آسائشوں سے برتر ہوگی۔

سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ان میں پاکیزہ اور دائمی رہائش گاہیں موجود ہوں گی۔ اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جنتی مکانات صرف ظاہری خوبصورتی کا مظہر نہیں ہوں گے بلکہ ان میں روحانی سکون، طہارت اور دائمی راحت بھی شامل ہوگی۔ دنیا کی رہائش گاہیں وقتی اور فناپذیر ہیں، جبکہ جنت کے محلات ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت کا حصہ ہوں گے۔

"وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ "[12]

(اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں (جنتوں) کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور (ان) ہمیشگی والی جنتوں میں پاکیزہ مکانات کا بھی، اور اللہ کی رضا (خوشنودی) سب سے بڑی چیز ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔)

یہ آیت اہلِ ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عظیم انعامات اور ابدی کامیابی کی خوشخبری بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں دونوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن میں ہر طرف سرسبز و شاداب باغات ہوں گے اور ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ نہریں جنت کی دائمی تازگی، راحت اور خوشحالی کی علامت ہیں۔ جنتی وہاں ہمیشہ رہیں گے، ان کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور نہ ہی انہیں وہاں سے نکالا جائے گا۔ دنیا کی زندگی کی طرح وہاں زوال، فنا، بیماری، بڑھاپا یا کسی قسم کی محرومی کا تصور نہیں ہوگا۔

آیت میں پاکیزہ مکانات کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اہلِ جنت کو نہایت خوبصورت، آرام دہ اور ہر عیب سے پاک رہائش گاہیں عطا کی جائیں گی۔ یہ مکانات جنت کی شان و عظمت کے مطابق ہوں گے اور ان میں ہر وہ آسائش موجود ہوگی جس کا انسان تصور کر سکتا ہے۔ ان رہائش گاہوں میں سکون، اطمینان اور خوشی کا ایسا ماحول ہوگا جو دنیا میں کبھی میسر نہیں آ سکتا۔

آیت کا سب سے اہم اور بلند ترین حصہ یہ ہے کہ ان تمام نعمتوں کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور خوشنودی کا ذکر فرماتا ہے۔ جنت کے باغات، نہریں، محلات اور دوسری بے شمار نعمتیں اپنی جگہ عظیم ہیں لیکن اللہ کی رضا ان سب سے بڑھ کر ہے۔ جب اللہ اپنے بندوں سے راضی ہو جائے تو یہ ان کے لیے سب سے بڑی سعادت اور سب سے بڑا اعزاز ہے۔ اسی لیے آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ یہی اصل اور سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مومن کی حقیقی منزل صرف جنت کی نعمتیں حاصل کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل کرنا ہے، کیونکہ یہی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور دائمی کامیابی کا سرچشمہ ہے

سورۂ زمر میں متقین کے لیے بلند و بالا غرفوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے اوپر مزید غرفے تعمیر کیے گئے ہوں گے اور ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ منظر جنتی عمارتوں کی رفعت، وسعت اور شان و شوکت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہلِ تقویٰ کو ایسی رہائش نصیب ہوگی جو عظمت اور حسن کے اعتبار سے انسانی تصور سے بھی بلند تر ہوگی۔

"لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ "[13]

(لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے، ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے، اور اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔)

سورۂ زمر کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے متقین یعنی ان لوگوں کا انجام بیان فرمایا ہے جو دنیا کی زندگی میں اپنے رب سے ڈرتے رہے اس کے احکام کی پابندی کرتے رہے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہے۔ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے خوش نصیب بندوں کے لیے جنت میں بلند و بالا محلات اور عالی شان رہائش گاہیں تیار کی گئی ہیں۔ ان کے اوپر بھی مزید بلند منزلیں اور خوبصورت بالا خانے ہوں گے، جو ان کی عزت، رفعتِ مقام اور اللہ کی خصوصی نعمتوں کی علامت ہیں۔ ان جنتی مکانات کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو دائمی راحت، تازگی اور مسرت کا سبب بنیں گی۔

اس آیت میں جنت کی ظاہری نعمتوں کے ساتھ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا قطعی اور سچا وعدہ ہے۔ دنیا میں انسانوں کے وعدے کبھی پورے ہوتے ہیں اور کبھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ وہ سچا، قادرِ مطلق اور ہر چیز پر کامل اختیار رکھنے والا ہے۔ اس لیے اہلِ ایمان کو چاہیے کہ وہ دنیا کی عارضی آسائشوں کے بجائے اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کو اپنا مقصد بنائیں، کیونکہ اللہ کے وعدے کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے دائمی عزت، سکون اور بے شمار نعمتوں والی جنت منتظر ہے۔

اسی طرح سورۂ عنکبوت میں ایمان اور عملِ صالح اختیار کرنے والوں کے لیے جنت کے بالا خانوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ رہائش گاہیں نہ صرف حسن و جمال سے آراستہ ہوں گی بلکہ ان میں مکمل سکون، اطمینان اور عزت بھی میسر ہو گی۔ ان کا مقصد اہلِ ایمان کی تکریم اور ان کی کامیابی کا اظہار ہے۔

"وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ "[14]

(اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، ہم انہیں ضرور جنت کے بالا خانوں (اونچے محلوں) میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔)

سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایک ایسی کامیاب تجارت کی طرف متوجہ کرتا ہے جس کا نتیجہ جنت کے باغات اور پاکیزہ مکانات کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ یہاں جنتی محلات کو اللہ تعالیٰ کی رضا، کامیابی اور دائمی فلاح کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

"يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"[15]

(وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اور ہمیشہ رہنے والے باغات میں بہترین رہائش گاہیں (عطا کرے گا)۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔)

اس آیت کی وضاحت سید قطب نے اپنی تفسیر میں یوں کی ہے:

"یغفر لکم ذونو بکم "اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا"۔ اس تجارت اور بھلائی کی یہ ایک بات ہی کافی ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی اور کیا چاہے گا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں یا اپنے لیے اور کیا ذخیرہ کرے گا لیکن اللہ کے فضل و کرم کی حدود نہیں ہو تیں اس لیے۔

دو وید خلکم فی جنت "اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔" اس سے بڑی تجارت اور کیا ہے کہ ایک مجاہد اپنی اس مختصر زندگی میں جہاد کرے، وہ اپنی جان دے دے اور اس کے عوض اسے یہ باغات اور ابدی زندگی ملے اور بہترین مکانات اور نعیم مقیم میں رہے۔ اور یہ عظیم حقیقت ہے کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

ذلك الفوز العظيم یہ ہے عظیم کامرانی" یہاں آکر اس نہایت ہی نفع بخش تجارت کا سودا ختم ہو گیا۔ فی الواقعہ یہ تو بہت بڑا نفع ہے۔ کہ ایک مومن مختصر دنیا دے کر ابدی آخرت لے لے۔ اگر کوئی ایک روپے کی تجارت کر کے دس کما لے تو بازار میں اس کا چرچا ہو جاتا ہے، لیکن اس شخص کا حال کیا ہو گا کہ وہ اس دنیا کی محدود زندگی میں جہاد کرے اور دنیا کا محدود متاع دے دے اور آخرت کا لا محدود زمانہ مزے کرے اور آخرت کا متاع و عیش حاصل کرے، جو لا محدود اور لا مقلوع ہے۔

یہ سودا حضرت محمد صلی اسلام اور حضرت عبد اللہ ابن رواحہؓ کے درمیان ہوا تھا۔ یہ عقبہ کی رات کو ہوا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی علیہ السلام سے کہا کہ آپ صلی علیہ السلام اپنے لیے جو چاہیں، شرائط رکھ لیں۔ تو حضور اکرم سلم نے فرمایا کہ رب کے لیے میں یہ شرائط عائد کرتا ہوں کہ تم اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

اور اپنے لیے میں یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم میرا دفاع اس طرح کرو گے جس طرح تم اپنے مال اور جان کا دفاع کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمیں کیا ملے گا۔ تو آپ لیلی علیم نے فرمایا: (الجنة) تو انہوں نے کہا اس سودے میں بہت بڑا فائدہ ہو گیا ہمیں، نہ ہم اس سودے کو منسوخ کرتے ہیں اور نہ فریق دوئم کی درخواست اس سلسلے میں مانتے ہیں لیکن اللہ کا فضل تو بہت عظیم ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ انسانی نفوس اس جہاں میں بھی کچھ چاہتے ہیں۔ انسان کی محدود ساخت چاہتی ہے کہ اس جہاں میں بھی کچھ مزا ملے تو اللہ عتالی ان کو خوشخبری دیتا ہے کہ اس جہاں میں بھی تمہیں فتح مبین اور غلبہ دین حاصل ہو گا۔ اور اسلامی نظام زندگی قائم ہو کر رہے گا۔ اور تمہاری نسل کے اندر رہو کر رہے گا۔"(16)

ان تمام آیات کا مجموعی مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قرآنِ مجید میں تصورِ قصور صرف مادی آسائشوں کے بیان تک محدود نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا، ابدی سکون، عزت، سعادت اور کامیابی کی جامع علامت ہے۔ جنت کے محلات دراصل ان بے شمار انعامات کا حصہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے آخرت میں محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ ان کی حقیقی کیفیت اور حسن کا مکمل ادراک دنیاوی عقل و شعور کے دائرے سے باہر ہے، تاہم قرآنِ کریم ان کا ذکر کر کے اہلِ ایمان کو نیکی، تقویٰ اور صبر کی راہ اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ وہ اس دائمی اور پُر شکوہ نعمت کے مستحق بن سکیں۔

دینی ادب میں حور و قصور کا ذکر جنت کی ان نعمتوں کے طور پر کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کو عطا فرمائے گا۔ قرآن و حدیث میں ان کا بیان انسان کو نیکی، تقویٰ اور اچھے اعمال کی ترغیب دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ حوریں جنت کی پاکیزہ اور حسین ساتھیوں کی کے طور پر بیان ہوئی ہیں، جبکہ قصور جنت کے شاندار محلات اور آرام دہ رہائش گاہوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ دینی علماء اور ادباء نے ان تصورات کو صرف ظاہری آسائش تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا، رحمت اور بندوں کے لیے دائمی کامیابی کی نشانی کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس طرح حور و قصور کا تصور مسلمانوں کے دلوں میں جنت کی خواہش اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

قرآن میں حور و قصور سے متعلق مختلف آیات اور ان کی وضاحت کرنے کے بعد اب دیگر دینی ادب میں حور و قصور کے کیا پہلو بیان ہوئے ہیں اور قرآنی آیات جو حور سے متعلق ہیں ان کی وضاحت کیسے کی گئی ہے اس فصل میں اس کا اظہار کریں گے۔

اورنگ زیب یوسف اپنی کتاب "جنت کی زندگی" میں حور سے متعلق مختلف آیات اور ان میں حور کے تصور کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں جیسے:

"وَحُوۡرٌ عِیۡنٌ ۙ كَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُؤَ الۡمَكۡنُوۡنِ"[17]

(اور حوریں ہوں گی بڑی بڑی آنکھوں والی جیسے موتی ہوں چھپا کر رکھے گئے۔)

"مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ "[18]

(تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔)

" فِيۡهِنَّ خَيۡرٰتٌ حِسَانٌ ۚ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِى الۡخِيَامِ ۚ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ لَمۡ يَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ "[19]

(ان میں ہوں گی نہایت نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کروگے ؟یعنی حوریں جو قیام پذیر ہوں گی خیموں میں تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کروگے ؟ نہیں چھوا ہو گا ان سے پہلے انہیں نہ کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔)

اورنگ یوسف نے اپنی کتاب میں حور سے متعلق یہ تین آیات کے ذریعے تصور حور کے مختلف پہلو بیان کئے ہیں جنت کی حوریں نہایت پاکیزہ اور شرم و حیا والی ہوں گیں اور اہل جنت کے ساتھ ان کی بیویوں کی حیثیت سے محلوں میں رہیں گے۔

حور کے بارے میں یہ پہلو اجاگر کیا ہیں کہ شاید یہ وہ لڑکیاں ہوں جو بلوغت سے پہلے وفات پا گئی ہوں اور ان کے والدین جنت نہ پہنچ پائے ہوں اور اللہ نے ان کو نیک حوریں بنا کر جنت میں رکھا ہو اورنگ زیب یوسف کے مطابق:

"جنتی بیویوں اور حوروں کے بارے میں یہ آیات پڑھ کر یوں لگتا ہے جیسے اہل جنت کی بیویاں جو دنیا کی عورتیں ہوں گی تو ان کے ساتھ ملکہ کی حیثیت سے محلوں میں رہیں گی جبکہ ان کی سیر گاہوں میں ان کی بیویاں خیموں میں ٹھہرائی ہوئی جو ان و حسین و جمیل حوریں ہوں گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ وہ معصوم لڑکیاں ہوں جو بلوغت سے پہلے ہی فوت ہو گئیں اور جن کے والدین جنت کے مستحق نہ ہو سکے کہ وہ ان کی اولاد کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہتیں۔ اور اللہ انہیں حسین و جمیل لڑکیاں یعنی حوریں بنا کر جنت میں رکھے۔ بہر حال جنت کی عورتیں اور حوریں شرم و حیا کی بہترین نسوانی صفات سے متصف اپنے شوہروں کی چاہنے والیاں ہوں گی۔"(20)

اس اقتباس میں جنت کی عورتوں اور حوروں کے بارے میں اپنے فہم اور رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنت میں دنیا کی نیک عورتیں بھی ہوں گی اور حوریں بھی۔ بعض قرآنی آیات سے اسے یہ تاثر ملتا ہے کہ دنیا کی عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ جنت کے محلات میں رہیں گی، جبکہ حوریں جنت کی دوسری نعمتوں کے طور پر الگ مقامات یا خیموں میں ہوں گی۔ مزید یہ کہ یہ اقتباس ایک احتمال پیش کرتا ہے کہ شاید حوروں میں وہ معصوم بچیاں بھی شامل ہوں جو بلوغت سے پہلے وفات پا گئیں۔

جنت کی عورتیں اور حوریں بہترین اخلاقی اور نسوانی اوصاف کی حامل ہوں گی۔ وہ پاکیزگی، شرم و حیا، محبت اور وفاداری جیسی صفات سے مزین ہوں گی اور اپنے شوہروں کے لیے باعثِ خوشی و راحت بنیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا حسن و جمال عطا فرمائے گا جو دنیا کے حسن سے کہیں زیادہ کامل، دلکش اور بے مثال ہو گا۔ اس طرح

اقتباس کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ جنت کی تمام عورتیں اعلیٰ کردار، پاکیزگی اور غیر معمولی حسن کی مالک ہوں گی، جبکہ ان کی اصل حقیقت اور تفصیلات اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور اپنی کتاب "جنت کی راہ میں" تصور قصور کے مختلف پہلو بیان کرتے ہیں اور جنت کے محلات کا تصور واضح کرنے کے لیے آیت پیش کرتے ہیں:

"وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ "[21]

(اللہ نے ایمان دار مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں، اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے، یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔)

اس کتاب میں جنت کے محلات کو صاف ستھرا کہا گیا ہے اور وہ غلاظت اور گندگی سے پاک ہوں گے۔ جنت کے محلات میں برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے۔

ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور کے مطابق:

"جنتیوں کے محلات میں ہر وقت عود جلتی رہے گی جس کی خوشبو سے ان کے محلات معطر رہیں گے۔"[22]

دینی ادب میں تصور حور و قصور کی تشریح مختلف زاویوں سے کی گئی ہے۔ روایتی علما اور مفسرین حور و قصور کو جنت کی حقیقی نعمتوں کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ صوفیانہ فکر میں ان تصورات کو روحانی معانی بھی دیے گئے ہیں۔ بعض صوفیا کے نزدیک حوریں روح کی پاکیزگی، قلبی سکون اور الٰہی محبت کی علامت ہیں، جبکہ قصور انسان کے روحانی عروج اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی مختلف منزلوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حور و قصور کا تصور صرف مادی آسائشوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ روحانی کمال اور دائمی اطمینان کی تصویر بھی بن جاتا ہے۔

اردو، عربی اور فارسی دینی ادب میں اس موضوع کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ شعرا اور ادیب جنت کی دل آویز فضا، سرسبز باغات، بہتی نہروں، حسین محلات اور پاکیزہ رفاقتوں کا ذکر کر کے قاری کے دل میں آخرت کی محبت پیدا کرتے ہیں۔ ان تحریروں کا بنیادی مقصد انسان کو یہ احساس دلانا ہے کہ دنیا کی آسائشیں عارضی ہیں، جبکہ آخرت کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ اسی لیے حور و قصور کا تصور دینی ادب میں امید، بشارت، روحانی آسودگی اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے اظہار کے طور پر نمایاں مقام رکھتا ہے۔

اردو کے دینی ادب میں علامہ اقبال نے تصور حور و قصور کے مختلف پہلو بیان کئے ہیں انہوں نے اپنی کتاب بانگ درا کی نظم شکوہ وجواب شکوہ میں اشعار کے ذریعے اس تصور کو خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے:

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور[23]

اس شعر میں علامہ اقبال نے مؤثر طنز کے ذریعے ایک اہم سماجی حقیقت کو اجاگر کیا ہے۔ حور و قصور کا تصور عام طور پر جنت کی نعمتوں سے وابستہ ہے، لیکن علامہ اقبال نے اسے وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یہاں حور و قصور صرف اخروی انعامات کی علامت نہیں بلکہ دنیا کی آسائشوں، خوش حالی، دولت اور آرام دہ زندگی کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور یہ ایک مختلف پہلو ہے جو اقبال نے شکوہ کرکے اٹھایا ہے۔

علامہ اقبال افسوس کرتے ہیں کہ دنیا کی مادی ترقی، شان و شوکت اور عیش و آرام ان لوگوں کو حاصل ہیں جو مذہبی اعتبار سے مسلمان نہیں سمجھے جاتے، جبکہ مسلمان زیادہ تر ان نعمتوں کے مستقبل میں ملنے والے وعدوں پر تکیہ کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس تضاد کے ذریعے شاعر مسلمانوں کی عملی کمزوریوں اور دنیاوی میدان میں ان کی پسماندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اس شعر کا مقصد مذہبی عقائد پر اعتراض کرنا نہیں بلکہ مسلمانوں کو عمل، محنت اور ترقی کی اہمیت کا احساس دلانا ہے۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ صرف امیدوں اور وعدوں پر اکتفا کرنے کے بجائے دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد اور عملی کوشش بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حور و قصور کا تصور اس شعر میں ایک علامتی اور فکری پہلو اختیار کرلیتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کے تناظر کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ غیر مسلموں کو اللہ تعالی نے جنت کا وعدہ نہیں کیا وہ دنیا میں جو اچھا کام کرتے ہیں انہیں ان کے قصور دنیا میں ہی دے دیے گئے ہیں لیکن مسلمانوں کو ان کے اعمال کا بدلہ جنت میں ملے گا اور جنت میں ان کے اعمال کے بدلے ان کو حور و قصور سے نوازا جائے گا۔

کیا کہا؟ بہرِ مسلماں ہے فقط وعدہء حور
شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں[24]

علامہ اقبال کے اس شعر میں "حور و قصور" کا تصور جنت کی پس منظر میں گہری فکری اور روحانی معنویت رکھتا ہے۔ اقبال اس خیال پر تنقید کرتے ہیں کہ دین کا مقصد محض آخرت میں انعامات حاصل کرنا ہے۔ ان کے نزدیک مذہب انسان کی روحانی تربیت، اخلاقی بلندی اور حق کی جستجو کا نام ہے۔

دینی ادب میں حور و قصور کا تصور جنت کی ان نعمتوں کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو انسان کو آخرت کی طرف رغبت دلاتی ہیں اور نیکی کی زندگی اپنانے کی ترغیب فراہم کرتی ہیں۔ قرآن و حدیث میں حوروں کا ذکر جنت کی ایسی پاکیزہ اور مسرّت انگیز مخلوقات کے طور پر آیا ہے جن کی حقیقت دنیاوی پیمانوں سے کہیں بلند ہے۔ اسی طرح جنت کے محلات اور رہائش گاہوں کو بھی غیر معمولی حسن و جمال اور ابدی سکون کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دینی متون میں ان نعمتوں کو اکثر علامتی اور تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان محدود فہم کے باوجود غیبی حقائق کا کچھ ادراک حاصل کر سکے۔ مفسرین اور اہلِ تصوف کے مطابق ان اشارات کا اصل مقصد صرف ظاہری لذتوں کا بیان نہیں بلکہ روحانی خوشی، قلبی سکون اور قربِ الٰہی کی کیفیت کو واضح کرنا ہے۔ اس تناظر میں حور و قصور کا تصور انسان کے اندر امید، رجائیت اور اخلاقی اصلاح کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور اسے نیک اعمال کی طرف متوجہ رکھتا ہے۔

حوالہ جات

1. ابن منظور، لسان العرب، جلد سوم، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ، ص ۳۵
2. راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ترجمہ و حواشی: محمد عبدة الفلاج الفیروزنوري، لاہور: المکتبۃ القاسمۃ جامع قدس چوک، 947ھ، ص45
3. سورۃ الرحمٰن: 56
4. سورۃ الدخان (44) 54
5. سورۃ الطور (52) 20
6. سید قطب شہید، ظلال القرآن، لاہور: ادارہ منشورات اسلامی، 2025ء، ص55

7. سورۃ الواقعہ(56)35-37
8. امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، لاہور: مکتبہ بیت السلام، 2017ء، حدیث: 3296
9. سورۃ الرحمٰن(55)56
10. سورۃ الفرقان(25)75
11. ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ص526-527
12. سورۃ التوبہ(9)72
13. سورۃ الزمر(39)20
14. سورۃ العنکبوت(29)58
15. سورۃ الصف(61)12
16. سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، لاہور: ادارہ منشورات اسلامی، 2025ء، ص73
17. سورۃ الواقعہ(56)22-23
18. سورۃ الطور(52)20
19. سورۃ الرحمٰن(55)70-74
20. اورنگ زیب یوسف، جنت کی زندگی، لاہور: دارالسلام پبلشرز، 2022ء، ص44
21. سورۃ توبہ(9)72
22. ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور، جنت کی راہ، لاہور: نور اسلام اکیڈمی، 1995ء، ص72
23. علامہ اقبال، بانگ درا، نظم شکوہ، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1977ء، ص167
24. ایضاً، نظم جواب شکوہ، ص201